روسی فوج اور جرائم

سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں جہاں روس کے دیگر ادارے کمزور ہوئے ہیں وہاں روسی فوج بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ فوجیوں میں نظم و نسق کی کمی، ناقص تربیت، قلیل تنخواہ اور اخلاقی پستی نے ماضی کی خوفناک فوج کو لٹیروں اور مجرموں کا گروہ بنا دیا ہے۔ روسی فوج کے ۱۶۵ ملین سپاہیوں میں سے اکثر پست حوصلہ (demoralized) اور ناقص تربیت یافتہ ہیں۔ وہ فوج میں ابھی تک اس لیے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ ان کے پاس بہتر متبادل نہیں ہے۔ روسی فوج کے ٹینک اور ہوائی جہاز مناسب دیکھ بھال اور مرمت کی سہولتوں کے فقدان کے باعث ناکارہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ فوج کے جوانوں کو جہاں بھی متعین کیا جاتا ہے وہاں کے جرائم پیشہ افراد سے راہ و رسم بڑھا لیتے ہیں۔ چیچنیا میں خاص طور پر روسی افواج کا مورال انتہائی پست رہا ہے اور سپاہی سے لے کر افسران تک سنگین اخلاقی جرائم میں ملوث رہے ہیں۔ ۱۹ سالہ ولادک کے بقول "روسی سپاہی انسان نہیں ہیں"۔ ولادک کو جبراً روسی فوج میں بھرتی کر کے چیچنیا بھیجا گیا تاہم وہ کسی طرح فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ چیچنیا کے جنگ زدہ علاقے میں تعیناتی کے دوران روسی فوج کی اخلاقی حالت اس حد تک متاثر ہوئی ہے کہ وہاں روایتی رینک اور عہدہ بے معنی ہو کر رہ گئے تھے۔ روسی افواج کی بربریت اور درندگی کے پیشِ نظر فوجی جوانوں اور افسران کی شناخت کے لیے نئے نام گھڑ لیے گئے تھے۔ درحقیقت یہی نئے نام روسی فوجیوں کے نئے رینک تھے۔ چند ایک معروف نئے رینک یہ ہیں۔ "جن"، "ہاتھی"، "دادا"۔ یہ رینک فوجی جوانوں کو چیچنیا میں مدت قیام، قتل و غارت گری اور لوٹ کھسوٹ سے متعلق کارکردگی کو پیش نظر رکھ کر دیے جاتے تھے۔ چیچنیا میں موجود روسی افواج میں "چیچن کی گولی سے بڑھ کر روسیوں کی گولی سے ڈرو" اور "ڈنگ مارو یا ڈنگ کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ" کی فضا پیدا ہو گئی تھی۔

ولادک کا رینک "جن" تھا۔ اس کی بندوق ایک "دادا" نے ہتھیلی اور سگریٹ کی ڈبیا خریدنے کے لیے ۱۶۵ ملین روبلز (تقریباً ۳۰۰ ڈالر) میں فروخت کر دی۔ ۲۰ سالہ آندرے روسی فوج میں نچلے درجے کا باورچی تھا۔ لیکن جنگ زدہ علاقے میں ۸ ماہ تک خدمات انجام دینے کے باعث "دادا" کے عہدے پر فائز ہو گیا۔ آندرے کہتا ہے "چیچنیا میں نیا آنے والا فوجی فوری طور پر ہلاک کیا جا سکتا ہے۔" اس کی وضاحت کرتے ہوئے وہ کہتا ہے "میں اسے انسان کا درجہ نہیں دیتا اسے میرا ہر حکم بجا

لانا ہوگا۔ اگر وہ اپنی بندوق حوالہ کرنے سے انکار کرے گا تو اسے قریبی کھیت میں لے جا کر باسانی گولی ماری جاسکتی ہے جس کا الزام نامعلوم فائرنگ کرنے والوں پر ڈال دیا جائے گا۔ مجھے گزشتہ آٹھ ماہ کے دوران ایسے چھ واقعات کا ذاتی طور پر علم ہے"۔

افغان جنگ میں شہرت پانے والے الیگزنڈر زیلن جو اس وقت "ماسکو نیوز" میں دفاعی تجزیہ نگار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اس وقت حیرت اور دہشت کا شکار ہوئے جب چیچنیا میں اپنے صحافتی فرائض کی انجام دہی کے دوران انہیں بتایا گیا کہ چیچنیا میں ہلاک ہونے والے ہر چھ روسی فوجیوں میں سے ایک چیچن حریت پسندوں کے ہاتھوں مارا جاتا ہے جبکہ باقی پانچ خود روسیوں کی گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔

روسی مسلح افواج میں جرائم کی شرح بہت زیادہ ہے۔ جرائم پر قابو پانے کے لیے فوج کے اندر قانون کی حکمرانی یقینی بنانے اور اس مقصد کے لیے ملٹری پولیس کے اختیارات میں اضافہ کرنے کے لیے نیا قانون بنایا جا رہا ہے۔ ڈوما کی دفاعی کمیٹی کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل لیف روخلن کے مطابق روسی فوج میں ۱۹۹۲ سے اب تک ۲۸۳۰۰ جرائم کا ارتکاب ہوا ہے جن میں ۱۱،۰۰۰ سنگین نوعیت کے جرائم بھی شامل ہیں۔ چیچنیا میں متعین روسی وزارت داخلہ کے دستوں میں جرائم کی شرح میں ۱۹۹۲ سے اب تک ۱۲۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ "فرنٹیر ٹروپس" اور "ملٹری کنسٹرکشن یونٹس" میں جرائم میں اضافہ کی شرح بالترتیب ۶۱ فیصد اور ۵۲ فیصد رہی ہے۔

صدر بورس یلسن نے اپنی انتخابی مہم کے دوران پاول گراچیف کو برطرف کر کے ایگور روڈیونوف کو ان کی جگہ وزیر دفاع مقرر کیا۔ صدر یلسن نے روڈیونوف سے ملاقات کے دوران فوج میں بنیادی تبدیلیاں اور اصلاحات متعارف کرانے پر زور دیا۔ اس وقت روسی فوج کی آفیسر کور بدعنوانی اور کرپشن کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ روڈیونوف کے پیشرو پاول گراچیف فوج میں موجود اس بدعنوانی کے ذمہ دار ہیں۔ صدر یلسن اس حقیقت کو تسلیم کریں یا نہ کریں تقریباً چار سال کے عرصہ تک گراچیف کو ان کے عہدے پر برقرار رکھنا ان کی شخصیت کا تاریک پہلو ہے۔ چیچنیا میں جاری جنگ ابتداء ہی سے پاول گراچیف اور ان کی زیر قیادت فوج کی ناکام حکمت عملی کی آئینہ دار تھی۔ جس سے سوائے صدر یلسن کی ذات کے سب بخوبی آگاہ تھے۔

آج اگر صدر یلسن کے ایجنڈے پر فوجی اصلاحات کو اولین ترجیح حاصل ہے تو اس کا سہرا سیکورٹی کونسل کے سابق سربراہ الیگزنڈر لیبد کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی فوج میں پائی جانے والی بدعنوانی اور پاول گراچیف کے ساتھیوں کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا تھا۔ دیکھنا یہ ہے کہ نئی دفاعی کونسل کس حد تک فوج میں اصلاحات کے عمل میں کامیاب ہوتی ہے۔

روسی فوج میں ایک اور بڑی قباحت جبری فوجی خدمت ہے۔ صدر یلسن نے صدارتی انتخاب کی

مہم کے دوران جبری بھرتی کے خاتمہ کا وعدہ کیا تھا۔ نتیجتاً انہیں نوجوان لڑکوں اور ان کے والدین کی بھرپور حمایت حاصل ہوئی۔ تاہم وزارت دفاع صدر کے اس وعدے کو قابل عمل نہیں سمجھتی۔ اس کے باوجود نئے وزیر دفاع نے عہدہ سنبھالتے ہی جبری بھرتی کے خاتمے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں نے کہا ہے "اگرچہ جبری بھرتی کا خاتمہ مشکل ضرور ہے تاہم ناممکن نہیں ہے"۔

جبری بھرتی پر اگر پابندی لگائی بھی گئی تو روسی فوج کی عسکری صلاحیت میں فرق آنے کا امکان نہیں ہے۔ وسائل کی قلت اور نان کمشنڈ آفسروں کی کمی کے باعث ہر سال تین لاکھ کے قریب جبری فوجی خدمت کے تحت نئے بھرتی شدہ فوجیوں کی صحیح عسکری تربیت نہیں ہو پاتی۔ یہ فوجی زیادہ سے زیادہ گلیوں کی صفائی اور کٹائی کے موسم میں کسانوں کی مدد کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ چیچنیا میں اس طرح کے فوجی ناقص تربیت کی وجہ سے بڑی آسانی سے چیچن حریت پسندوں کی گولیوں کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ جبری بھرتی کے خاتمے کے وعدوں کے باوجود صدر یلسن اور ان کی حکومت قومی سلامتی کا کوئی ایسا جامع تصوّر [doctrine] پیش نہیں کر سکے ہیں۔ جس میں کم از کم ان نکات کی وضاحت ہو کہ روسی فوج کی تعداد کتنی ہو اور مستقبل میں اسے کس متوقع دشمن سے نمٹنا ہے؟ اس سال [۱۹۹۵-۹۶ء] فوج کو کل ملکی پیداوار کا ۳٫۸ فیصد بجٹ دیا گیا ہے۔ جبکہ وزارت دفاع کا خیال ہے کہ فوج کی از سر نو تنظیم کے لیے کل ملکی پیداوار کا ۶ فیصد حصہ دینا ضروری ہے۔ چیچنیا میں جنگ کے خاتمے سے فوج کے اخراجات کم ہو جائیں گے۔ گزشتہ سال چیچنیا میں فوج پر اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ ۴ ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ دوسری طرف گراچیف کی سبکدوشی کے بعد روسی حکومت میں کوئی بھی فرد ایسا نہیں تھا جسے چیچنیا میں روسی فوج کی فتح کا یقین ہوتا۔ کئی تو یہاں تک کہتے رہے کہ یہ جنگ بے مقصد لڑی جاتی رہی۔

روسی مسلّح افواج میں جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ روسی ایوان زیرین کی ڈیفنس کمیٹی کے چیئرمین لیفٹننٹ جنرل روخلن نے ایک اور خطرناک رجحان کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے مطابق فوج میں ایک دوسرے کے جرائم پر پردہ پوشی کا رجحان تقویت پکڑ رہا ہے۔ جنرل روخلن کے مطابق صرف ۱۹۹۵ء میں فوج میں دو ہزار ایسے سنگین جرائم کا ارتکاب ہوا جن کی فوج کی طرف سے مکمل پردہ پوشی کی گئی۔

ان مسائل سے نمٹنے کے لیے ڈوما کی دفاعی کمیٹی نے ایک بل تیار کیا ہے جس میں فوجی جرائم کی تفتیش کے سلسلے میں فوجی اور سول علاقائی پراسیکوٹرز، ملٹری پولیس اور فیڈرل سیکورٹی سروس کے فرائض متعین کیے گئے ہیں۔ دفاعی کمیٹی نے ایک اور بل کا مسودہ تیار کیا ہے جس کے تحت ملٹری پولیس کو زیادہ اختیارات سونپے جائیں گے۔ بل کی رو سے ملٹری پولیس فوج سے کامل استقلال کی بنیاد پر علاقائی خطوط پر منظم کی جائے گی۔ اس کے لیے بجٹ بھی علیحدہ سے مخصوص کیا جائے گا۔ ملٹری

پولیس کے فرائض میں جرائم کا کھوج لگانا، فوجیوں کی طرف سے اسلحہ کی فروخت کے رجحان پر قابو پانا، گمشدہ اسلحہ کی بازیابی کرنا اور فوجی علاقے میں ڈیوٹی کے دوران فوجی جوانوں یا فوج میں متعین سول ملازمین کی طرف سے کیے گئے جرائم کی تحقیقات کرنا شامل ہیں۔ ملٹری پولیس کی دیگر ذمہ داریوں میں فوجی چھاؤنیوں میں گشت کرنا، زیر حراست یا گرفتار شدہ افراد کو اپنی تحویل میں رکھنا، فوجی سازوسامان اور اسلحہ کی نگہداشت اور فوجی تنصیبات کی حفاظت کرنا بھی شامل ہوگا۔ نئے قانون کی رو سے ملٹری پولیس فوجی قیادت کے بجائے براہ راست سربراہ مملکت کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ اسے اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں فوجی چھاؤنیوں اور دیگر عسکری تنصیبات تک رسائی سے متعلق وسیع تر اختیارات حاصل ہوں گے۔

مغرب ـــــ وسطی ایشیا تعلقات

ادارۂ تحقیقات وسطی ایشیا کا قیام

حال ہی میں واشنگٹن کی جان ہاکس یونیورسٹی کے تحت ادارۂ تحقیقات وسطی ایشیا کا قیام عمل میں آیا۔ ادارے کی افتتاحی تقریب میں امریکہ کی اہم سیاسی و علمی شخصیات کے علاوہ قازقستان، ازبکستان، بوسنیا اور جارجیا کے سفیروں نے شرکت کی۔ امریکی وزارت خارجہ کی طرف سے معاون سیکرٹری وزارت جیمس کوکز نے وسط ایشیائی امور پر تحقیقات کے اس ادارے کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جیمس کوکز نے کہا کہ وسطی ایشیا امریکہ کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ اس ادارے سے توقع ہے کہ وہ اس خطے کے بارے میں تحقیقات کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ وسط ایشیائی ریاستیں گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں۔ انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں بنیادی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ انہوں نے خطے سے متعلق امریکی پالیسی کے اہداف کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ علاقے میں آزاد منڈی کی حوصلہ افزائی، جمہوریت کے فروغ، نوآزاد ریاستوں کے استقلال کے مؤثر دفاع، تنازعات کے پرامن تصفیے اور خطے میں تباہ کن اسلحہ کے پھیلاؤ کے خاتمہ کے سلسلے میں وسط ایشیائی ریاستوں کے ساتھ تعاون کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ خطے میں منشیات کی تجارت کی روک تھام، دہشت گردی کی حوصلہ شکنی اور ماحولیات کے تحفظ جیسے امور کو خطے سے متعلق امریکی پالیسی میں اہم مقام حاصل ہے۔ جیمس کوکز نے مزید کہا کہ امریکہ اس بات کا خواہاں ہے کہ اس نوآزاد خطے کے ساتھ اقتصادی تعلقات کو مضبوط تر کیا جائے۔ اور خطے میں امریکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے۔